بنا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہندوستان اور پاکستان میں سخت تناؤ ہے اور اس کی وجہ سے اہل کشمیر ہر وقت اپنے آپ کو غیر محفوظ اور خطروں میں گھرا ہوا محسوس کرتے ہیں۔ یا اس وقت یہ پیچیدگی جب کہ ہر جگہ امن و امان صلح و آشتی اور خود اعتمادی کی فضا ہوگی۔ شیخ صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں تو یہ ہے۔ وہ یہی تو کہہ رہے ہیں کہ آئیے ہم سب مل کر اس پر بات چیت کریں اور گتھی کو سلجھا کر اٹھیں۔ جب وہ بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ کشمیر کے معاملہ کا کوئی بھی حل اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا جب تک اہل کشمیر اور پاکستان کے ساتھ ہندوستان بھی مطمئن نہیں ہوگا تو پھر آخر ہندوستان کو کیوں پریشانی ہو۔ ہندوستان کو پورا حق ہے کہ وہ اپنا نقطۂ نظر پوری قوت اور وضاحت کے ساتھ بیان کرے اور اسے منوالے۔ اور اگر نہ منوا سکے تو جو فیصلہ بھی ہو اس سے اپنا اختلاف ظاہر کرے۔ اس کا نتیجہ زیادہ سے زیادہ یہی تو ہوگا کہ جو صورت حال اب ہے وہ پھر بھی قایم رہے گی۔ اگر اس صورت حال کو قائم رکھنے کا ہندوستان اب جو صلہ کر سکتا ہے تو گفتگو کے ناکام ہونے کے بعد بھی کر سکتا ہے۔ بہر حال شیخ کا اس وقت مطالبہ صرف گفتگو کا ہے۔ حل ابھی تک انھوں نے خود کوئی پیش نہیں کیا ہے۔ تو پھر اس مرحلہ پر شیخ کے خلاف مظاہروں اور ہنگاموں کے معنی کیا ہیں؟ ہمیں ایمانداری اور ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سوچنا چاہیے کہ اس طرح کے بے معنی اور ہلاکت آفریں مظاہرے اور ہنگامے بپا کر کے ہم ملک اور قوم کی کوئی خدمت کر رہے ہیں یا نفرت اور عناد کا بیج بو کر ملک میں انارکی اور فاشزم پیدا کر رہے ہیں اور کشمیر کے معاملہ میں اپنی پوزیشن کو کمزور بنا رہے ہیں۔ تاریخ کا قلم ہمیشہ غیر جانبدارانہ فیصلہ لکھتا ہے وہ ہنگاموں اور مظاہروں سے مرعوب نہیں ہوتا۔

---

افسوس ہے جنوری کے تیسرے ہفتہ میں حافظ محمد ابراہیم صاحب ایک طویل علالت کے بعد دہلی میں وفات پا گئے۔ نماز جنازہ شاہجہانی جامع مسجد میں پڑھی گئی اور اس کے بعد تدفین نگینہ میں ہوئی۔ انتقال کے وقت عمر ۷۰ - ۷۵ برس کی ہوگی۔ مرحوم علی گڑھ کی پرانی نسل کے ایک فرد تھے۔ یہیں فلسفہ اور اقتصادیات کے مضامین کے ساتھ بی۔ اے اور پھر ایل ایل۔ بی کیا۔ اپنی ذہانت، طباعی اور لیاقت کے باعث اساتذہ اور طلباء میں ہمیشہ نیک نام اور ہر دل عزیز رہے۔ دیوبند کے مکتبۂ فکر کے زیر اثر قوم پرورانہ خیالات اور رجحانات شروع سے رکھتے تھے چنانچہ جن لوگوں نے مرحوم کا عہد طالب علمی دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ مرحوم اس زمانہ میں بھی مسلم لیگ کے سیاسی افکار کے مخالف تھے اور اس پر اپنے ساتھیوں سے بحث کرتے تھے۔ علی گڑھ سے فراغت کے بعد اپنے وطن نگینہ میں پریکٹس شروع کی اور ایڈوکیٹ کی حیثیت سے بہت جلد وہ ضلع بھر میں مشہور ہو گئے۔ لیکن ........ دوسری پریشانیاں اٹھائیں لیکن پائے ثبات میں لغزش نہ ہوئی پھر جب قومی وزارتوں کا عہد شروع ہوا تو